تن ترا یوں ہی بے سر حیرت رہتا ہووے گا
خاک و خوں میں روز و شب ہے ہے غضب ہائے غضب

کیوں نہ روؤں لاش پر تیری میں سر خاک ڈال کر
تجکو بے سر نہ ہووے تن سے گئے روحی فداک
تن ہو تیغ ظلم سے اس طرح تیرا چاک چاک
تھا ترا یہ کچھ لقب ہے ہے غضب ہے ہے غضب

سر ترا نیزے کے اوپر تن ترا ہے خاک میں
خون دل کیونکر نہ ہو مجھ دیدہ نمناک میں
بھر رہی ماٹی ترے زخموں کے ہر اک چاک میں
تجھ کو ہے ایسا غضب ہے ہے غضب ہے ہے غضب

ہے ترا نانا پیمبر باپ تیرا ہے امام
تشنہ لب مارا ہے تجھے اس طرح ملکر اہل شام
جس کے محشر میں طلب عالم کو ہے کوثر کا جام
جانکر تیرا حسب ہے ہے غضب ہائے غضب

اے پدر مجھ بن سبھے اس تیز کو آئی نہ لاج
مصطفےٰ اور مرتضیٰ کی ہادی ہے فوج عمر نے آج
خاک و خوں میں تو پڑا ہے دو جگ کا سر و تاج
خانہ دل کو لقب ہے ہے غضب ہے ہے غضب

فاطمہ بے پیرہن لاشیں نہ ہیں یہ آسمان
واسطے تیرے کفن کا ہے شہ ہر دو جہان
سو تو اب عریاں پڑا ہے خاک خوں کے درمیان
نے حریر و نے قصب ہے ہے غضب ہے ہے غضب

یہ سخن کہکر چلا وہ تو پدر کے لگ گلے
کیوں نہ تیرے ساتھ خاک و خوں میں ہم بھی رلے
ہائے بابا دیکھئے ماٹی بھی نہ ہم تجکو چلے
یوں سبھے دیکھے ہیں اب ہے ہے غضب ہے ہے غضب

کربلا لاش پدر پر یہ کہی عابد نے بین
دل اٹھا امت کو تیری اشقیا قتل حسین
منہ مدینے کی طرف کر وہ نبی کا نور عین
کھینچیں ہیں عرش تک سب ہے ہے غضب ہے ہے غضب

آل میں تیری کسی کے دھڑ پہ اب جد سر نہیں
تن ہے کس کا جس پہ زخم تیغ اور خنجر نہیں
کون سا سر ہے کہ آنکھوں میں ترے جو نیزے پہ نہیں
ایک دن میں جان سب ہے ہے غضب ہے ہے غضب

رو کے محمد کی طرف کرتا تھا جب یہ خطاب
خاک میں ہو اور ہوا میں مرغ ہو ہو کے کباب
آہ سے ماہی کی سب کا جگر ہوتا تھا آب
یہ فغاں کرتے تھے سب ہے ہے غضب ہے ہے غضب

ختم کر سودا تو اب اس مرثیہ جانکاہ کو
یاد کر ہر دم تو اپنے دل میں حال شاہ کو
بند کر حرف زبان اور لبوں کی راہ کو
یوں کہا کر جب تب ہے ہے غضب ہے ہے غضب

مرثیہ دیگر حضرت امام

چلا جب کربلا سے شام کو زین العبا تنہا
تماشا کر جانی بند اس ڈھنگ کے خاطر میں رہا تنہا
کے تھا لاش پہ بابا کی سو یوں کھڑا تنہا
کر لیجاویں اسیر ظالمان کربلا تنہا

جو عالم بیکسی کا مجھپہ ہی سو کسکو دکھلاؤن
کرون کیا بس نہین چلتا مرا کچھ ورنہ مین جاؤن دلن
وہ ایسا کون ہی کہ جس سے اپنی تجھکو دلواؤن
تجھے یون چھوڑ کر اے نور چشم مصطفا تنہا

مہینے مین جو ہو جاتا تو منھ کسکو دکھاؤنگا
بھلا اسطرح جینے سو حلاوت کیا مین پاؤن گا
جو کوئی اکبر و اصغر کو پوچھے کیا بتاؤن گا
تن تنہا جیون مین تو مرے کربل مین تا تنہا

نہ کوئی ہی بزرگ اسدم کہ چھاتی سو لگا دے وہ
نہ کوئی آشنا ایسا کہ ٹک پانی پلاوے وہ
نہ کوئی بھائی بھولی کہ دکھ میرا بٹاوے وہ
نہ کردے ہیچ کافر کو بھی مجھ جیسا خدا تنہا

کوئی بھائی بھی رہتا تو گلے لگ اسکی مین روتا
مجھے دیکر دلاسا کچھ تو غم دلکا مرے کھوتا
کہ اُس سے حال دل اپنا غبار سینہ مین دھوتا
نہین اہل مصیبت کو تو رونا بھی بھلا تنہا

نظر آتا نہین کوئی جو اس بندی کو دے چھٹوا
جو مین ہون سو اسی حالت مین مجھسے ہو سکی ہی کیا
گلے سی طوق انکی دور ہو زنجیر تن سے پا
نہ بھائی بند ہے کوئی نہ یار و آشنا تنہا

کوئی کہتا ہی دو ناشتر فلکی اس کو سربانی
کوئی بولا اودھر سے ہو جدھر خار بیابانی
کوئی کہتا ہی اسکو لیچلو جیدھر نہ ہو پانی
پھرون ہون تجھ بن اس جور و جفا سہتا بجا تنہا

کہان تدبیر اس حالت مین جس سی ہو علاج تب
غرض کیا کیا کہون اسکو سوا بھی سو طرح کی اب
نہین ملتا ہی قطرہ آب کا جو تر کرون مین لب
اذیت دیتی ہین یا کر سے مجھے اہل جفا تنہا

جو مین کہتا ہون گھیرے اسقدر جلتی ہو کیون مجھکو
تو کیا دکھلائینگی جا کر خلیفہ کو ہم اپنے رو
کڑے ہین بیڑیان جو کاٹکر پانو کی بھاگے تو
تجھے ہم اسلئے نہین چھوڑتی زین العبا تنہا

جو مین کہتا ہون اس حالت سی مجکو لیکے جاؤگے
برو دربار یزید امت مین پھر کس کی کہاؤگے
محمد کے تئین محشر مین کیا تم منھ دکھاؤگے
جو اس صورت سی جاؤن شام مین روتا ہوا تنہا

تو کہتے ہین نہین کیا خوف محشر مین محمد سے
قیامت مین ہماری کیجو نالش اپنے تو جد سے
سپاہی کرتے ہین روٹی کو یزید لعنتی کد سے
بچھڑین اس ڈر کون سی کبھی ہم کوئی جا تنہا

اگر خطرہ نہین ہوتا تو ایسا کام کیون کرتے
ہماری تیغ سی خویش و برادر اسکی کیون مرتے
پدر کے سر کو تیرے کاٹکر نیزی پہ کیون دھرتے
ہمارے ساتھ پھرتا اسطرح تو کیون یکا تنہا

سرا پردہ مین اسکے لوٹنے کو ہم نہ دشمن جاتے
تری گردن مین طوق آہنی ہرگز نہ پہناتے
اسیر اسکی حرم کو پیٹھ اونٹون کی نہ بٹھلاتے
نہوتا آجکے دن ہو گئے تو بیدست و پا تنہا

نواسی اک محمد کی علی کی ایسا ہی بولی
لئے ہم پاؤن سے خلخال جنکے کان سے موتی

اگر دہشت محمدؐ کی اہین عقبی مین کچھ ہوتی تو
تو انکا حال تو بے کس ہو کیونکر دیکھتا تنہا

سپاہی ہے وہ بیرحمی سے جو اپنا نہ منہ موڑے
خوش اپنی کرے آقا کو وہ لیوے خلعتین گھوڑے
نہ انکی تیغ ہرگز طفل تشنا ہت تلک چھوڑے
نہ دنیا جب تلک ہاتھ آگئے تو ہی دین کیا تنہا

غرض اے قبلہ قول و فعل جنکا ہووے ایسا کچھ
اب آگے دیکھیے قسمت کا میری کیا ہے لکھا کچھ
جفا سے انکی یہ دیکھا ہے اور دیکھونگا کیا کیا کچھ
گرا لیسے ظالمون کے ہاتھ یان مین آپڑا تنہا

گئے ہین پیادہ ہر منزل مین ساتھ اپنی پھرا دینگے
ترا دل طعنہ و تشنیع سے ہر دم دکھا وینگے
جو ہوگی رات تو لنگر بچھا تجکو سلا وینگے
کہینگے باپ تیرا چھوڑ تجکو کیون گیا تنہا

غرض عابد پدر کی لاش سے بائین یہ کہتا تھا
کبھو بیہوش ہوجاتا کبھو ہوش آئین سہتا تھا
اور اسکا خون دل آنکھون کی راہ بہتا تھا
پھر آخر چھوڑ کر لاش پدر کو وہ چلا تنہا

مصیبت راہ مین گذری جو اوسپر سو تو ظاہر ہے
زبان سے گر کہون حد ادب سے تو وہ باہر ہے
جہان کے بیچ اس احوال سے ہر شخص ماہر ہے
سر اپنے عابد بیمار نے جو کچھ سہا تنہا

خموشی خوب ہے سودا بیان اظہار کر اسکے
ہوا بیہوش وہ مصرع پڑھا مین آگے یہ جسکے
سنے اسکے تئین سو دلین اب طاقت ہے کسکے
چلا جب کربلا سے شام کو زین العبا تنہا

مرثیہ دیگر

کیون مضطرب الحال نسیم سحری ہے
بلبل کو ترانہ کی بدل نوحہ گری ہے
ہر گل مین طرح لالہ کے داغ جگری ہے
اس باغ سے کیا آل محمدؐ سفری ہے

شبنم جو روا چاہے سو رو وے شب تار
لوٹا یہ رسالت کا ستم کیشون نے گلزار
گر باد سحر خاک سر اپنے پہ تو ہر بار
ٹہنی چمن دین مین نہ سوکھی نہ ہری ہے

جو نخل محمدؐ کے جگر سے رکھین پیوند
پانی چمن دہر مین ہوا اُن کے اوپر بند
اور ساقی کوثر کے وہ لاریب ہون فرزند
کیا چرخ ستمگر کی یہ بیداد گری ہے

تیغ و تبر جور سے جو نخل کٹا ہے
اُسکا جسد پاک زمین پہ جو گرا ہے
کہتے ہین وہ فرزند رسول دوسرا ہے
آلودہ گرد قدم رہگذری ہے

دیتے تھے نبی بوسہ سدا جن کے لبون پہ
اکدم نہ ملے آب انھین جز دم خنجر
سو مثل صدف آب کے قطرے سے نہ ہون تر
سب دہر جفا پیشہ کی یہ بدگہری ہے